

بینکاری کا شعبہ تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہوئے یکجا ہو رہا ہے اور اس کی ساخت میں عالمی بینکاری کے مطابق تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اس پس منظر میں یہ سوچنا ضروری ہے کہ بینکاری نظام کی یکجائی کا عمل بحیثیت مجموعی مالی نظام کے استحکام کو کس طرح متاثر کرے گا۔ اس باب میں مالی نظام کی یکجائی کی وجوہات، اور بینکاری نظام کی ساخت پر ان کے ممکنہ اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ باب یکجائی کے ان اثرات سے خاص طور پر بحث کرتا ہے جو مسابقت، مالی خطرات، زری پالیسی کے انداز اور مالی اداروں کی حسن کارکردگی پر پڑتے ہیں، نیز یہ اسٹیٹ بینک کے لیے، بطور ضابطہ ساز نگران شعبہ بینکاری، مضمرات کو سامنے لاتا ہے۔ نظری طور پر سوچا جانے والا یہ خیال غلط ہے کہ مالی یکجائی کے شعبہ بینکاری پر منفی اثرات پڑیں گے، کیونکہ مختلف اظہاریوں میں مختلف تدابیر اور تجرباتی تبدیلیوں سے حاصل ہونے والے نتائج بھی اس خیال کو غلط ثابت کرتے ہیں۔

2.1 تعارف

مالی اداروں کے انضمام اور تھویل کا سلسلہ 2006ء میں بھی جاری رہا۔ 2000ء کے بعد سے بینکی اور غیر بینکی دونوں طرح کے 150 سے زائد اداروں میں انضمام اور تھویل کے لگ بھگ 50 سوڈے ہو چکے ہیں۔ کمرشل بینکوں کے انضمام اور تھویل کے اب تک 30 سوڈے ہوئے جن میں سے 8 صرف 2006ء میں تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی شعبے کی یکجائی کا عمل عمدہ طریقے سے جاری و ساری ہے، اور اس سے مالی شعبے سے وابستہ عناصر کے لیے نئے مواقع اور چیلنجز پیدا ہو رہے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ چیز صرف پاکستان کے لیے مخصوص نہیں ہے، پوری دنیا میں یہ رجحان تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مالی خود مختاری (ضابطوں سے چھوٹ اور نجکاری)، مالی منڈیوں کی عالمگیریت، اطلاعاتی ٹیکنالوجی میں ترقی، قواعد کا تبدیل پذیر ماحول، اور مالی کارکردگی کی بہتری کے لیے وابستہ عناصر کا افزوں دباؤ جیسے عوامل دنیا بھر میں مالی منظر نامے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں¹۔

اداروں کی یکجائی سے وجود میں آنے والے مواقع اور چیلنجزوں کا مالی شعبے کے استحکام سے قریبی تعلق ہے۔ اگر مالی اداروں کے انضمام اور تھویل کے نتیجے میں مفید اور متنوع مالی ادارے وجود میں آتے ہیں تو یہ مالی استحکام کے لیے نیک فال ہے۔ دوسری طرف اس عمل کے نتیجے میں، اگر پرخطر شعبوں میں مہم جوئی کے رجحان والے بڑے ادارے وجود میں آجائیں، اور ان بڑے اداروں کو ناکامی سے بچانے کی نامعقول حکومتی پالیسیاں سامنے آنے لگیں تو مالی اداروں کے انضمام اور تھویل کا یہ سلسلہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔

اس تناظر میں یہ باب پاکستان میں مالی شعبے کی یکجائی کے عمل کا تفصیلی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس بحث میں زیادہ توجہ شعبہ بینکاری کی یکجائی پر دی جائے گی کیونکہ بطور اہم کردار کے، مجموعی مالی شعبے کا تقریباً 71.8 فیصد بینکاری پر مشتمل ہے۔ باب میں مالی شعبے کی یکجائی کی وجوہات اور اس کے شعبہ بینکاری کی ساخت اور استحکام پر ممکنہ اثرات سے متعلق امور، مثلاً مسابقت، مالی خطرات، زری پالیسی کے انداز، مالی اداروں کی حسن کارکردگی، اور اسٹیٹ بینک کے لیے، بطور ضابطہ ساز نگران شعبہ بینکاری، مضمرات کو سامنے لایا گیا ہے۔ اس مرحلے پر اس امر پر زور دینا مناسب ہوگا کہ مالی شعبے کی یکجائی کے جزوی اثرات کا تخمینہ لگانا ایک دشوار عمل ہے کیونکہ اس مقصد کے لیے استعمال کیے جانے والے کسی بھی اظہاریے میں کوئی مقررہ تبدیلی مالی شعبے میں وقوع پذیر ہونے والی دیگر تمام تبدیلیوں، یعنی مالی یکجائی کے علاوہ، سے بیک وقت متاثر ہوتی ہے۔ ہم ان اظہاریوں پر توجہ رکھنا چاہیں گے جو یکجائی کے ممکنہ اثرات کی بڑی حد تک وضاحت کر سکتے ہوں۔

2.2 پس منظر اور چند حقائق

مستحکم اور مسابقتی بینکاری نظام کی تشکیل کے لیے 1990ء کی دہائی کے اوائل میں شروع کی گئی مالی خود مختاری کی اصلاحات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے نجی بینک منظر عام پر آئے۔ 1990ء میں جدولی بینکوں کی تعداد 31 تھی جو بڑھ کر 1992ء میں 41 ہو گئی اور مزید بڑھ کر 1995ء کے اواخر میں 45 تک چلی گئی۔ تاہم نئے بننے والے چھوٹے بینک، پہلے سے قائم پانچ بڑے بینکوں کو کوئی چیلنج دینے میں ناکام رہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ

¹ تفصیلات کے لیے دیکھئے آئی ایم ایف 'International Capital Markets Report, Developments, Prospects and Key Policy Issues' August 2001۔

آئی ایم ایف (باب 5۔ Financial Sector Consolidation in Emerging Markets)۔

² صف اول کے پانچ جدولی بینکوں کا شعبہ بینکاری کے مجموعی اثاثوں میں حصہ 1995ء میں اندازاً 70 فیصد تھا۔

ان چھوٹے بینکوں کی مالی حالت بھی کمزور ہوتی گئی۔ یہ صورتحال بینکاری میں اصلاحات کے ان مقاصد کی نشی کرتی تھی جن میں ایک کارگر، مستحکم اور مسابقتی شعبہ بینکاری کی تشکیل شامل تھی۔ پہلے قدم کے طور پر اسٹیٹ بینک نے شعبہ بینکاری کی ٹوٹ پھوٹ کو روکنے کے لیے کمرشل بینکوں کو لائسنس کے اجراء پر 1995ء میں غیر اعلانیہ پابندی عائد کر دی۔ اس کے بعد اس نے 1997ء میں خطرے کی بنیاد پر سرمائے کے لیے قواعد و ضوابط متعارف کرائے (جیسا کہ بازل سرمایہ معاہدہ 'اول' میں وضاحت ہے)۔³

شعبہ بینکاری کی سرمایہ بنیاد کو مزید مضبوط کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے (MCR) (خسارہ نکال کے) میں 2000ء کے دوران مرحلہ وار اضافہ کیا۔⁴ اس اقدام کے علاوہ بعد ازاں بینکوں/غیر بینکی مالیاتی اداروں کے لیے کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے میں ہونے والے اضافے، سرکاری شعبے کے مالی اداروں کی تنظیم نو، اور نتیجتاً مالی اداروں کی حکمت عملیوں میں تبدیلیاں ہی مالی شعبے میں انضمام اور تھویل کے جاری عمل کو ہمیز دینے والے پس پردہ اسباب ہیں۔ مالی اداروں کے انضمام اور حصول کے فروغ میں اسٹیٹ بینک کے کردار پر باکس 2.1 میں بحث کی گئی ہے۔

باکس 2.1: انضمام اور تھویل میں معاون اقدامات

سرمائے کے ضوابطی مطلوبات:

اسٹیٹ بینک نے کم از کم ادا شدہ سرمائے کے مطلوبات میں بتدریج اضافہ کیے۔ کم جنوری 2002ء سے انہیں 500 ملین روپے سے 750 ملین روپے کیا گیا، کم جنوری 2003ء سے انہیں ایک ہزار ملین (ایک ارب) روپے کر دیا گیا، 31 دسمبر 2004ء سے اضافہ کر کے انہیں 1.5 ارب روپے، اور 31 دسمبر 2005ء سے انہیں 2 ارب روپے کر دیا گیا۔ اسٹیٹ بینک کا ارادہ یہ ہے کہ بینکوں/مالی اداروں پر عائد ادا شدہ سرمائے کے یہ مطلوبات 31 دسمبر 2009ء تک بڑھا کر 6 ارب روپے کر دیے جائیں۔

قانونی ڈھانچے میں ردوبدل:

اسٹیٹ بینک نے قانونی ڈھانچے میں درکار ترامیم پر کام کر کے یکجائی کے ان سودوں میں تعاون کیا ہے، غیر بینکی مالی کمپنیوں کے بینکوں کے ساتھ انضمام اور غیر ملکی بینکاری اداروں کے انضمام کو آسان تر کرنے کے لیے بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء کی سیکشن 48 میں ترمیم کی گئی۔

مالیاتی اقدامات:

اسٹیٹ بینک نے کم ٹیکس آرڈیننس 2001ء میں تبدیلیاں تجویز کیں جن میں بینکاری اداروں کے لیے ٹیکس شرح 58 فیصد سے کم کر کے 35 فیصد تک لانا اور ٹیکس ترغیبات شامل ہیں جن کے تحت نئے سیکشن 57۔ اے کے اضافے کے ذریعے مالی اداروں کے مابین انضمام کو آسان بنایا گیا ہے، اس نئے سیکشن سے ملنے والے (ہرف) اداروں اور مل کر بننے والے (باقی) اداروں دونوں کے ٹیکس خساروں کو اگلے سال پر لے جایا جاسکے گا۔

اختراع:

اسٹیٹ بینک نے Newco کا تصور متعارف کرایا جس کے تحت پاکستان میں کام نہ کرنے والے غیر ملکی بینکی ادارے ایک نئے لائسنس کے اجراء کے ذریعے ایک نیا بینکی ادارہ بن کر انضمام کا عمل شروع کر سکتے ہیں۔

اخلاقی ترغیب دہی:

اسٹیٹ بینک نے مالی اداروں کے حصول کے کئی سودے اخلاقی ترغیب دہی کے ذریعے طے کرائے۔

تیزی سے پروسیڈنگ:

اسٹیٹ بینک نے انضمام اور تھویل کے اکثر سودے تیز رفتاری سے، تاہم متعلقہ قانونی اور ضوابطی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پروسیس کیے جس سے مارکیٹ کے فریقوں کو مدد ملی۔

ماخذ: شعبہ گمرانی بینکاری، اسٹیٹ بینک

مالی شعبے میں انضمام اور تھویل کے ذمہ دار اسباب عام طور پر ایک سے زائد ہوتے ہیں (دیکھئے باکس 2.2)۔ جدول 2.1 سے ظاہر ہے کہ پاکستان میں اس انضمام اور تھویل کے بہت سے اسباب ہیں۔ سب سے نمایاں سبب کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمایہ ہے جو شعبہ بینکاری کی یکجائی کے لیے ایک ضوابطی ترغیب

³ تفصیلات کے لیے دیکھئے BPRD گشتی مراسلہ نمبر 36، مورخہ 4 نومبر 1997ء۔

⁴ اسٹیٹ بینک نے جدولی بینکوں کے لیے کم از کم ادا شدہ سرمائے (خالص خسارہ) کی شرط بموجب BSD گشتی مراسلہ نمبر 31، مورخہ 6 دسمبر 2000ء، 0.5 ارب روپے سے ڈگنی کر کے 1.0 ارب روپے کر دی تھی۔

باسک 2.2: یکجائی کے محرکات

مالی شعبے میں انضمام/تحويل کے پیچھے کی طرح کے عوامل کا فرما ہوتے ہیں، ان عوامل کا انحصار مالی اداروں کے خواص پر ہوتا ہے۔ ان تمام عوامل کو دو وسیع زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (1) قدر بڑھانے والے عوامل، اور (2) قدر نہ بڑھانے والے عوامل۔

قدر بڑھانے والے عوامل کے معاملے میں انضمام اور تحويل سے متوقع لاگتیں کم ہونے اور متوقع محاصل بڑھنے سے متوقع منافع بڑھنے کا امکان ہوتا ہے۔ متوقع طور پر لاگتیں گھٹنے کے اسباب دائرہ کار کے اخراجات کی بچت، انتظامیہ کی تبدیلی، مصنوعاتی اور جغرافیائی تنوع کی وجہ سے مالی خطرات میں کمی، سودے بازی کی اضافی طاقت وغیرہ ہوتے ہیں۔ دوسری طرف محاصل کے بڑھنے کا امکان اس لیے ہوتا ہے کہ ادارہ اپنے مقابلتا بڑے حجم کے سبب مختلف خدمات پیش کرنے کے قابل ہو جاتا ہے ('ایک ہی جگہ خریداری')، بڑے صارفین کو راغب اور ان کی بہتر خدمت کرتا ہے، زیادہ پُرخطر اثاثوں میں سرمایہ کاری کرتا ہے، اور خدمات کا معاوضہ کسی حد تک بڑھا سکتا ہے۔

حقیقی دنیا میں منڈی کے تقاضے کے پیش نظر، انضمام اور تحويل کے فیصلے ضروری نہیں کہ قدر بڑھانے والے عوامل پر مبنی ہوں۔ قدر نہ بڑھانے والے عوامل بھی کارفرما ہو سکتے ہیں، ممکن ہے انتظامیہ حریف اداروں کے برابر آنے کے لیے بڑے اداروں کو کنٹرول کرنے اور خطرات کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہو (خواہ قدر وہی رہے)، یا دفاعی انداز کی تحويل ہو سکتی ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں انضمام اور تحويل کے محرکات جاننے کے لیے انٹرویو سروس کیے گئے، ان کی بنیاد پر تجربی ثبوت سے پتہ چلا کہ مصنوعات کی قطاروں اور مالی اداروں کے مختلف شعبوں کے مابین (مثلاً کمرشل بینکاری، سرمایہ کار بینکاری، بیمہ کے شعبے وغیرہ میں انضمام اور تحويل کے فیصلے کے) محرکات مختلف ہوتے ہیں۔ مالی اداروں کے مختلف جہوں کے معاملے میں بھی محرکات مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تناسب 45 کے مقابلے میں 36 رہا جنہوں نے کسی ایک ملک کے اندر خاص شعبے میں انضمام اور تحويل کے فیصلے کا "بہت اہم محرک" کفایت حجم (economies of scale) کو قرار دیا۔ محاصل، حجم اور منڈی میں طاقت میں اضافے کی خواہشات دیگر اہم محرکات میں شامل تھیں۔ تاہم مصنوعات کے تنوع کے ذریعے خطرے میں کمی اور انتظامیہ کی تبدیلی کے ذریعے لاگت میں کمی جیسے محرکات کو غیر اہم سمجھا گیا۔ اس کے مقابلے میں کسی ایک ملک میں لیکن مختلف شعبوں میں انضمام کے لیے جس خواہش کو بطور محرک بہت اہم تصور کیا گیا وہ 'ایک ہی جگہ خریداری' کی سہولتیں دینے اور مصنوعات کے تنوع کے ذریعے محاصل بڑھانے کی خواہش تھی۔

ماخذ: بی آئی ایس رپورٹ: 'Group of Ten: Report on Consolidation in the Financial Sector'، جنوری 2001ء۔

کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ ضابطے کی یہ حکمت عملی صرف پاکستان میں رائج نہیں ہے۔ بین الاقوامی مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھرتی ہوئی معیشت کے حامل ملکوں میں ضوابطی دباؤ اس عمل میں زیادہ نمایاں ہوتا ہے جبکہ ترقی یافتہ ملکوں میں منڈی کا دباؤ اس عمل کو تحریک دیتا ہے⁵۔

شعبہ بینکاری میں انضمام اور تحويل کا سلسلہ اگلے چند سال تک نمایاں رہنے کا امکان ہے کیونکہ: (1) جدولی بینکوں پر لازم ہے کہ وہ دسمبر 2009ء کے اختتام تک اپنا کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمایہ 6.0 ارب روپے تک بڑھالیں، کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمایہ دسمبر 2006ء کے اختتام پر 3.0 ارب روپے ہوتا تھا، اور (2) شعبہ بینکاری کی بے مثال نفع آوری سے امید ہے کہ مزید غیر ملکی بینک پاکستان میں اپنا سرمایہ بڑھانے پر راغب ہوں گے۔ کمرشل بینکوں کا بعد از ٹیکس منافع 84.1 ارب روپے (1.4 ارب ڈالر) تک جا پہنچا ہے، جبکہ اثاثوں پر منافع 2.1 فیصد کی شرح سے مل رہا ہے جو عالمی سطح سے خاصا اوپر ہے۔ غیر ملکی بینکوں کو پاکستان کی طرف راغب کرنے میں دو اہم عوامل مستحکم معاشی ماحول اور اس کے ساتھ شعبہ بینکاری کی نسبتاً کم مداخلت بھی ہے۔

کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے کے بارے میں ادارہ جاتی سطح کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 31 دسمبر 2006ء کی حتمی تاریخ تک 35 کمرشل بینکوں میں سے 12 بینک کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے کی حد کو پورا کرنے میں ناکام رہے۔ اگرچہ ان میں سے چند ایک بینک اپنے مستحکم عمومی ذخائر اور جمع شدہ غیر مختص منافع کے سبب مطلوبہ شرط کو پورا کرنے کی پوزیشن رکھتے تھے، بعض ایک کمزور بینکوں کو بینکاری کے شعبے میں اپنا وجود باقی رکھنے کے لیے دوسروں کے ساتھ ملنا پڑے گا۔ صورتحال یہ ہے کہ ان میں سے ایک بینک کو اے بی این ایرو بینک نے حاصل کر لیا ہے۔ مزید برآں، 35 کمرشل بینکوں میں سے اگرچہ 7 بینکوں نے کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے کی 6.0 ارب روپے کی شرط کو پہلے ہی پورا کر لیا ہے، انضمام اور تحويل کے چند مزید سودوں کا اگلے چند برسوں میں طے ہونا ناگزیر ہوگا۔ عام توقع کے مطابق اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس عشرے کے اختتام تک پاکستان کا شعبہ بینکاری مستحکم سرمائے کے حامل ایسے کمرشل بینکوں پر مشتمل ہوگا جو عالمی بینکاری کی طرح مختلف النوع مالی خدمات پیش کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے۔

2.3 مالی شعبے کی یکجائی کے اثرات

مذکورہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ انضمام اور تحويل کے موجودہ عمل کی وجہ سے اور تبدیلی کی آئندہ سمت کے تناظر میں مالی اداروں کی تعداد میں تبدیلی آئے گی،

⁵ تفصیلات کے لیے دیکھئے، 'Group of Ten: Report on Consolidation in the Financial Sector'، بی آئی ایس، جنوری 2001ء۔

سال	سودوں کی تعداد	متعلقہ ادارے	اہم وجوہ
2000ء	1	بینک آف امریکہ کا یونین بینک میں انضمام	غیر نامیاتی نمو، کاروباری حکمت عملی میں تبدیلی
2001ء		SBFC اور RDFC کا SME بینک میں ادغام	سرکاری شعبے کے مالی اداروں کی تنظیم نو
		NDFC کا فیصل بینک آف پاکستان میں انضمام	NDFC کے لیے محفوظ راہداری
	4	پبلک کی جانب سے گلف کمرشل بینک (پبلک کمرشل بینک) کی بطور ذیلی ادارہ تحویل	تنوع، محفوظ راہداری، کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ
2002ء		سعودی پاک کمرشل بینک کی جانب سے پروڈنشل کمرشل بینک کی تحویل	تنوع، محفوظ راہداری
		فیصل انویسٹمنٹ بینک کا فیصل بینک میں انضمام	گروپ کی یکجائی، دائرہ کار کے اخراجات میں بچت
		سوسائٹی جنرل کا میزان بینک میں انضمام	محفوظ راہداری
	5	امارات انٹرنیشنل بینک کا یونین بینک میں انضمام	غیر نامیاتی نمو، کاروباری حکمت عملی میں تبدیلی
		خادم علی شاہ بخاری اینڈ کمپنی کی طرف سے پلائیم کمرشل بینک کی تحویل	تنوع
		اسٹینڈرڈ چارٹرڈ گریڈ لیز بینک کا اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک میں انضمام	علاقائی سطح پر یکجائی، اخراجات کی بچت، کاروباری حکمت عملی
2003ء		KASB (غیر تسکاتی شعبے) کا KASB بینک (سابقہ پلائیم کمرشل بینک) میں انضمام	گروپ کی یکجائی، کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ
		مشرق بینک اور کریسنٹ انویسٹمنٹ بینک کا مشرق بینک پاکستان لمیٹڈ میں انضمام	محفوظ راہداری، کمرشل بینکاری کی خواہش
	4	NDLC اور IFIC بینک کا NDLC-IFIC کے ساتھ اور اس میں انضمام	کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ
		KASB لیزنگ کا KASB بینک میں انضمام	گروپ کی یکجائی، کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ
2004ء		بینک آف سیلون - پاکستان آپریشنز کا داؤد بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ، یکجائی
		اقبال علی محمد گروپ کی جانب سے بولان بینک کی تحویل	محفوظ راہداری، تنظیم نو
	5	ٹرسٹ انویسٹمنٹ بینک لمیٹڈ، فیڈلٹی انویسٹمنٹ بینک لمیٹڈ اور دوحہ بینک کا ٹرسٹ کمرشل بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	گروپ کی یکجائی، کاروباری حکمت عملی
		ٹرسٹ کمرشل بینک کا کریسنٹ کمرشل بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	کاروباری حکمت عملی
		کریڈٹ ایگریگول انڈوسٹریز کا NIB کے ساتھ انضمام	کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ، کاروباری حکمت عملی
2005ء	2	ابراہیم لیزنگ لمیٹڈ کا الائیڈ بینک لمیٹڈ کے ساتھ انضمام	گروپ کی یکجائی
		اٹلس گروپ کی جانب سے داؤد بینک لمیٹڈ کے اکثریتی حصص کی تحویل	کمرشل بینکاری کی خواہش، کم از کم ادا شدہ مطلوبہ سرمایہ
2006ء		اٹلس انویسٹمنٹ بینک کا اٹلس بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	گروپ کی یکجائی
		روپالی بینک کا عارف حبیب روپالی بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	کمرشل بینکاری کی خواہش
		فرسٹ الائیڈ مضاربہ لمیٹڈ کا الائیڈ بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	گروپ کی یکجائی
		اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (پاکستان) لمیٹڈ کی طرف سے یونین بینک کے اکثریتی حصص کی تحویل	غیر نامیاتی نمو
	8	حبیب اے جی زیورج پاکستان آپریشنز کا حبیب میٹرو پولیٹن بینک کے ساتھ اور اس میں انضمام	کاروباری حکمت عملی
		امریکن ایکسپریس بینک اور جہانگیر صدیقی انویسٹمنٹ بینک لمیٹڈ کا بے ایس بینک لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	تنوع، کاروباری حکمت عملی میں تبدیلی
		اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک، پاکستان آپریشنز اور یونین بینک لمیٹڈ کا	غیر نامیاتی نمو
		اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (پاکستان) لمیٹڈ کے ساتھ اور اس میں انضمام	تنظیم نو
2007ء	2	انویسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان کا صنعتی ترقیاتی بینک آف پاکستان کے ساتھ اور اس میں انضمام	کمرشل بینکاری میں توسیع کی خواہش
		SAMBA فنانشل گروپ کی طرف سے کریسنٹ کمرشل بینک لمیٹڈ کے اکثریتی حصص کی تحویل	غیر نامیاتی نمو
		اے بی این ایمر و بینک کی طرف سے پرائم کمرشل بینک کی تحویل اور نیا نام	
		اے بی این ایمر و بینک (پاکستان) لمیٹڈ اختیار کرنا	

تاہم یہ تمام تبدیلیاں مالی شعبے کے استحکام، ساخت اور آپریشنز پر کیسے اثر ڈالیں گی، اس پر آگے بحث کی جائے گی۔

2.3.1 بینکاری نظام کے ڈھانچے پر اثرات

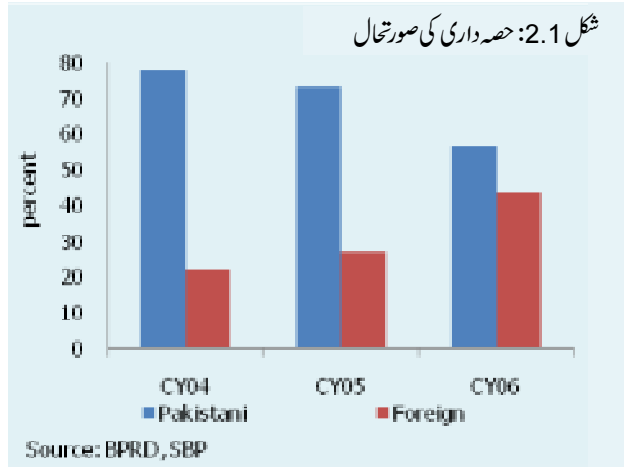
شعبہ بینکاری میں جاری یکجائی ملکیت کے ڈھانچے کو بہت متاثر کر رہی ہے۔ اسلامی بینکوں کو نئے اجازت ناموں کے اجرا کے باوجود بینکوں کی نا صرف تعداد گھٹ رہی ہے، بلکہ ملکیت کا ڈھانچہ بھی تبدیل ہو رہا ہے۔ جدول 2.2 سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2000ء سے اب تک بینکوں کی مجموعی تعداد 43 سے

جدول 2.2: بینکوں کی تعداد اختتام دسمبر							سرکاری شعبے کے کمرشل بینک ملکی نجی بینک غیر ملکی بینک تنحصیسی بینک کل
2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
4	4	4	5	5	6	6	سرکاری شعبے کے کمرشل بینک
24	20	20	18	16	14	14	ملکی نجی بینک
7	11	11	14	16	19	19	غیر ملکی بینک
4	4	3	3	3	4	4	تنحصیسی بینک
39	39	38	40	40	43	43	کل

ماخذ: شعبہ بینکاری پالیسی قواعد

گھٹ کر 39 رہ گئی ہے۔ اسی عرصے کے دوران یعنی 2000ء کے اختتام سے اب تک ملکی بینکوں کی تعداد 24 سے بڑھ کر 32 ہو گئی ہے۔ اس سے مقامی نجی بینک شعبہ بینکاری میں اہم رکن کے طور پر ابھر کر سامنے آئے ہیں جن کے اثاثے 2006ء کے اختتام پر 72.4 فیصد تھے۔ غیر ملکی بینکوں اور سرکاری شعبے کے کمرشل بینکوں دونوں کے اثاثوں کا تناسب اسی عرصے کے دوران کم ہوا ہے۔

تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ غیر ملکی بینکوں کے اثاثوں کے تناسب میں کمی سے یہ مطلب اخذ نہیں کیا جانا چاہیے کہ غیر ملکی بینکوں کی پاکستان میں دلچسپی کم ہو رہی ہے، بلکہ حقیقتاً یہ دلچسپی بڑھی ہے کیونکہ شعبہ بینکاری میں غیر ملکی



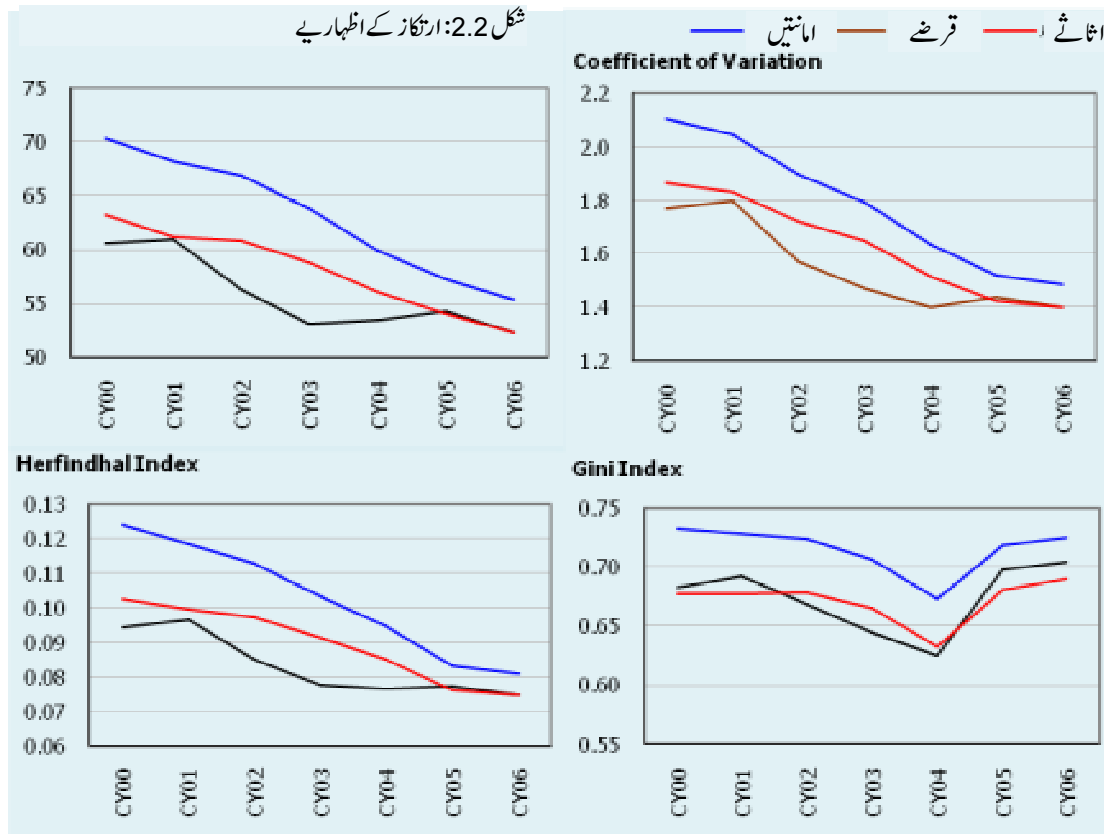
براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی بڑی بڑی مثالیں یہ ہیں: اسٹینڈرڈ چارٹرڈ پبلک لمیٹڈ کمپنی نے درمیانے حجم کا مستحکم پاکستانی کمرشل بینک حاصل کر کے اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (پاکستان) لمیٹڈ قائم کیا۔ درمیانے حجم کا ایک اور پاکستانی کمرشل بینک اے بی این ایمر بینک این وی نے حاصل کیا۔ کریڈنٹ کمرشل بینک کے اکثریتی حصص سامبا (SAMBA) فنانشل گروپ نے حاصل کیے۔ ان سودوں کے نتیجے میں پاکستانی شعبہ بینکاری میں غیر ملکی رقم بڑھ کر 43.4 فیصد ہو چکی ہے (دیکھئے شکل 2.1)۔ درحقیقت مالی اداروں کے انضمام اور تحویل کی وجہ سے غیر ملکی بینک محض برانچوں میں محدود رہنے کی بجائے تبدیل ہو کر مقامی طور پر قائم بینکوں کی سطح پر آ گئے ہیں۔

2.3.2 مسابقت پر اثرات

مالی اداروں کی یکجائی نے شعبہ بینکاری کو اس طرح بھی متاثر کیا ہے کہ منڈی میں موجود بینکوں کی تعداد کم ہونے سے مسابقت کی سطح پر اثر پڑا ہے۔ تاہم بڑی حد تک اس اثر کی شدت حاصل کردہ موجودہ ادارے کے رویے، یکجائی کی قسم اور منڈی میں داخلے کی صورتحال پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر نو تشکیل ادارے پر پابندی لگ جائے تو یکجائی بعض اداروں کی منڈی کی طاقت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ گھلے حریف اداروں کے انضمام کی صورت میں یہ بات خصوصاً صادق آتی ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کے اعداد و شمار پر مبنی بین الاقوامی مشاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ مرکوز منڈیوں میں مسابقت کم ہوتی ہے اور براہ راست حریف اداروں کے (منڈی کے اندر رہتے ہوئے) انضمام کا، باقی رہ جانے والے ادارے کے مارکیٹ شیئر سے براہ راست تعلق ہوتا ہے⁶۔

پاکستان کے معاملے میں شعبہ بینکاری میں مسابقت کی صورتحال پر اس یکجائی کے اثرات کی جانچ ارتکاز کے مختلف پیمانوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں: (1) M ارتکاز کا تناسب، (2) عددی سر تقسیم، (3) ہر فنڈل اشاریہ، اور (4) جینی (Gini) عددی سر۔ ان میں سے جینی عددی سر کے سوا تمام پیمانے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ گزشتہ برسوں میں ارتکاز کم ہوا ہے (دیکھئے شکل 2.2)۔ عددی سر تقسیم کے علاوہ ایم 5 ارتکاز کے تناسب سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچ بڑے بینکوں کے حصے میں نا صرف کمی آئی ہے بلکہ اوسط کے نزدیک تقسیم کی سطح بھی گری ہے۔ ارتکاز کا ایک زیادہ ترقی یافتہ پیمانہ یعنی ہر فنڈل اشاریہ بھی ارتکاز میں کمی کا اظہار کرتا ہے۔ جینی اشاریہ 2006ء میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں دکھاتا تاہم 2005ء کے دوران اس میں اضافہ ہوا

⁶ بی آئی ایس رپورٹ، 'Group of Ten: Report on Consolidation in the Financial Sector'، جنوری 2001ء۔



تھا۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ دوسرے درجے کے پانچ بڑے بینکوں کے مارکیٹ شیئر میں اضافے کو قرار دیا جاتا ہے، لہذا اشاریے میں اضافہ باعث تشویش نہیں۔ 2006ء کے اختتام پر ان بینکوں کے اثاثوں کا تناسب شعبہ بینکاری کے مجموعی اثاثوں میں 22.8 فیصد تک جا پہنچا جبکہ 2006ء میں یہ تناسب 18.5 فیصد، اور 2000ء میں صرف 13.3 فیصد تھا۔

چنانچہ یہ نتیجہ بڑے اطمینان سے نکالا جاسکتا ہے کہ ارتکاز کی سطح میں کمی کا رجحان موجود ہے اور 2006ء کے دوران اس سطح میں خاصی کمی آئی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ارتکاز کی مطلق سطح اطمینان بخش حد تک کم ہو گئی ہے۔ یکجائی کے اس جاری عمل کے تناظر میں چھوٹے بینکوں کو بڑے اداروں کے ساتھ اتحاد کرنا پڑے گا جس سے ارتکاز مزید کم ہوگا اور صحت مندانہ مسابقت کو فروغ ملے گا۔ مقدار کے ان پیمانوں کے علاوہ معیار سے متعلق اعداد و شمار سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انضمام اور تحویل کے نتیجے میں بننے والے مستحکم بینک اور زیادہ متنوع مصنوعات لا رہے ہیں جس سے بینکاری نظام میں مسابقت بہتر ہونے میں مدد مل رہی ہے۔

2.3.3 کارگزاری پر اثرات

قدر بڑھانے والے عوامل عام طور پر یکجائی کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ انضمام اور تحویل کے عمل کو نظری لحاظ سے ان اداروں کے منافع کی صلاحیت میں اضافہ کرنا چاہیے۔ آپریشنز کی یکجائی سے لاگتوں میں کمی اور محاصل میں اضافے کی توقع ہے (بکس 2.1 میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے)۔ نتیجتاً مالی شعبے کی نفع آوری بڑھنے کی توقع ہے۔ نظری دلائل تو بہت مضبوط ہیں لیکن ترقی یافتہ ملکوں کے اعداد و شمار کی بنیاد پر بین الاقوامی تجربہ ملے جلتے نتائج سامنے لاتا ہے۔ بی آئی ایس کی رپورٹ میں کہا گیا ہے ”انضمام اور تحویل کے نتیجے میں نفع بلحاظ لاگت میں آنے والی تبدیلیوں کے تجزیاتی مطالعے عموماً کسی حقیقی فائدے کا ثبوت تلاش کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔“ تاہم یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ مالی اہلیت کے فوائد تلاش کرنے میں مصنف کی ناکامی کی وجہ حسابات کی پیچیدگیاں ہو سکتی ہیں⁷۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، انفرادی لحاظ سے اداروں کی لاگت اور نفع آوری کی صلاحیت پر انضمام اور تحویل کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے مجموعی

⁷ تفصیلات کے لیے دیکھئے، بی آئی ایس رپورٹ، 'Group of Ten: Report on Consolidation in the Financial Sector'، جنوری 2001ء۔

جدول 2.3: انضمام و تحویل کا کارگزاری بلحاظ منافع اور لاگت پر اثر
فرق میں فرق کے تخمینے

اثر	اوسط انضمام و تحویل سے پہلے	اوسط انضمام و تحویل کے بعد
انتظامی اخراجات اور مجموعی اخراجات کا تناسب		
حبیب بینک لمیٹڈ	6.28%	8.37%
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ	5.11%	12.17%
الائیڈ بینک لمیٹڈ	9.74%	9.66%
این آئی بی	1.01%	5.75%
کے اے ایس بی	-6.85%	2.93%
اٹاٹوں پر بعد از ٹیکس منافع		
حبیب بینک لمیٹڈ	0.40%	0.20%
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ	-0.95%	0.32%
الائیڈ بینک لمیٹڈ	-1.57%	-0.12%
این آئی بی	1.39%	0.19%
کے اے ایس بی	0.22%	-1.73%

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار

اخراجات میں انتظامی اخراجات کا تناسب اور اٹاٹوں پر بعد از ٹیکس منافع دیکھا جاتا ہے۔ چند ایک اداروں پر یکجائی کے اثرات جانچنے کے لیے فرق میں فرق کا طریقہ⁸ استعمال کیا جاتا ہے۔ جدول 2.3 میں دکھایا گیا ہے کہ 5 میں سے 4 بینکوں میں مجموعی اخراجات میں انتظامی اخراجات کا تناسب تحویل کے بعد بڑھ گیا (جیسا کہ حبیب بینک، یونائیٹڈ بینک اور الائیڈ بینک کے معاملے میں ہوا)، جبکہ ایک بینک میں اخراجات کا یہ تناسب کم ہوا۔ ان اعداد و شمار کو نامکمل قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ ان منتخب بینکوں کے نفع بلحاظ لاگت کے حق میں کوئی مضبوط ثبوت نہیں ہے۔ مجموعی اخراجات میں انتظامی اخراجات کا تناسب اس صنعت کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے بڑھنے کے بہت سے اسباب گنوائے جاسکتے ہیں مثلاً چھانٹی پر اخراجات، پیش کردہ فوائد میں رد و بدل، برانچوں کی مرمت اور تزئین و آرائش وغیرہ۔

بڑے بینکوں میں نفع بلحاظ لاگت کی نسبت نفع آوری کی اہلیت کے جائزے کے ذریعے زیادہ واضح صورتحال سامنے آسکتی ہے۔ دو بڑے بینکوں کے حصول کے بعد ان کے منافع میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ تاہم چھوٹے بینکوں کے معاملے میں ایسا نہیں ہوا۔ بظاہر اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کفایت حجم سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی۔

2.3.4 مالی خطرات پر اثرات

مالی اداروں کی یکجائی کا عمل مالی خطرات پر گہرے مضمرات کا سبب بن سکتا ہے خواہ وہ نظام کا مالی بحران ہو یا انفرادی طور پر اداروں کا۔ یکجائی کا عمل انفرادی طور پر اداروں کے لیے خطرے کے دائرے پر جن وجوہات سے اثر ڈال سکتا ہے ان میں انتظامی اہلیت کے معیار میں رد و بدل، جغرافیائی تنوع، مصنوعاتی تنوع، کارگزاریوں میں خطرات، منڈی کی طاقتیں وغیرہ شامل ہیں۔ ان خطرات میں تبدیلی کس درجے کی ہوگی، اس کا انحصار یکجائی کی نوعیت پر ہوتا ہے، بشمول (الف) بڑے بینکوں کی یکجائی، (ب) گلی نوعیت کی یکجائی، یعنی بینک اور دیگر غیر بینکی مالی اداروں کی یکجائی، اور (ج) بین الاقوامی یکجائی، جس میں ایک ملکی اور ایک غیر ملکی مالی ادارہ شامل ہو۔

انفرادی ادارے کی سطح پر مالی خطرہ

پاکستان میں بڑے پانچ بینکوں کے مابین انضمام کی کوئی ایک مثال موجود نہیں ہے۔ یونین بینک کے اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک کے ساتھ انضمام سے حاصل کردہ موجودہ ادارے یعنی اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (پاکستان) لمیٹڈ کی صرف رینٹنگ بہتر ہوئی، یعنی اٹاٹوں کے حصے کے لحاظ سے وہ 7 ویں پوزیشن پر آ گیا۔ تاہم انضمام اور تحویل کے بہت سے سودے جغرافیہ اور مصنوعاتی تنوع کا باعث بنے ہیں۔ بالخصوص اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (پاکستان) لمیٹڈ کا دائرہ کار پاکستان کے فی الفور 21 شہروں تک پھیل گیا جبکہ قبل ازیں اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک کا دائرہ صرف 8 شہروں تک تھا۔ مختلف مقامات پر مالی طریقوں سے نفع لینے میں کم یا منفی تعلق پایا جاتا ہو تو جغرافیائی تنوع کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ تاہم کسی ملک کے اندر اس تنوع سے اٹھایا جانے والا فائدہ بہت محدود ہوتا ہے جبکہ ایک سے زائد ملکوں/علاقوں کے تنوع سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

مصنوعاتی تنوع کے فوائد بالعموم گلی نوعیت کی یکجائی سے ملتے ہیں۔ پاکستان کے معاملے میں یہ بات بہت اہم ہے کیونکہ یہاں: (1) کمرشل بینکوں کو مختلف اقسام کی مالی سرگرمیوں کی اجازت ہے مثلاً سرمایہ کاری بینکاری اور کمرشل بینکاری کی پختہ سرگرمیاں، (2) کمرشل اور سرمایہ کاری بینکوں کے بہت سے انضمام یہاں تکمیل پا چکے ہیں۔ مزید برآں، چند ترقیاتی مالیاتی اداروں نے بھی کمرشل بینک حاصل کیے ہیں۔ یہ صورتحال موجودہ اداروں کے مصنوعات کے مرکب⁸ فرق میں فرق کا طریقہ یہ ہے: ہم پہلے مرحلے میں، انضمام اور تحویل کے سودے سے قبل اور بعد دونوں زمانوں کے دوران ہونے والے دونوں اداروں کے اوسط انتظامی اخراجات اور مجموعی اخراجات کی (صنعت کے لحاظ سے) نسبتوں کا درمیانی فرق معلوم کرتے ہیں۔ دوسرے مرحلے میں، سودے سے قبل کی نسبتوں اور سودے کے بعد کی نسبتوں میں آنے والے فرق معلوم کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ان منتخب اداروں کے معاملے میں شعبہ بینکاری میں وقوع پذیر ہونے والی عام تبدیلیوں کے اثرات دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کو بتدریج تبدیل کر رہی ہے۔ تاہم ان مضبوط نظری دلائل کے باوجود اس موضوع پر تجربی ثبوت محدود ہے۔ بی آئی ایس کی رپورٹ میں کہا گیا ہے ”امریکی بینکوں اور بینک ہولڈنگ سیکورٹیز کو بہت محدود فوائد ملے“۔

یکجائی کے نتیجے میں جغرافیائی اور مصنوعاتی دونوں تنوع سے خطرات کو کم کرنے میں واضح مدد ملتی ہے تاہم انتظامی صلاحیتوں، آپریشنز کے خطرات وغیرہ پر یکجائی کے اثرات مبہم معلوم ہوتے ہیں۔ انتظامی صلاحیتوں سے فوائد لینے کا انحصار کئی باتوں پر ہے مثلاً ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھانا، مستقل لاگتوں کو تقسیم کرنا اور سرمائے کی منڈیوں تک رسائی کی اہلیت رکھنا وغیرہ۔ دوسری طرف روزمرہ امور میں ممکنہ خطرات کو کم کرنے کے لیے بھرپور کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کارکنان کی نگرانی رکٹرول کرنا، کام کے دوران غلطیاں وغیرہ۔

بڑے پیمانے پر مالی خطرہ:

مالی اداروں کی یکجائی سے بڑے پیمانے پر ہونے والا سب سے عام خطرہ نظام کو لاحق خطرہ ہے، اس کی تشریح عموماً یوں کی جاتی ہے کہ وہ خطرہ جو پورے مالی نظام کو متاثر کر سکتا ہے۔ نظام کو لاحق خطرہ وہ خطرہ ہے جس میں کوئی واقعہ معاشی قدر یا معیشت کے خاصے بڑے حصے پر اعتبار کو زائل کر دے اور جو اتنا سنگین ہو کہ اس کے معیشت پر بحیثیت مجموعی نہایت منفی اثرات پڑنے کا امکان ہو۔ نظام کو لاحق خطرے کی امکانیت پر مالی ادارے کی یکجائی کے اثرات کا تجزیہ کرنے کے لیے ہم ”too big to fail“ سے متعلق مسائل اور اداروں کے مابین براہ راست اور بالواسطہ باہمی وابستگیوں پر توجہ دیں گے۔

یہ اصطلاح یعنی ”too big to fail“ عموماً بڑے ملکی بینکوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو ملک کے زری اور ادائیگی کے نظاموں میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان کے معاملے میں سب سے بڑے بینک پر ”too big to fail“ کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں بینکاری کے شعبے میں بحیثیت مجموعی پہلی پوزیشن برقرار رکھنے کے باوجود گلی اثاثوں میں اس بینک کے اثاثوں کا تناسب 2006ء کے اختتام تک کم ہو کر 14.8 فیصد رہ گیا ہے، جبکہ چند سال قبل (2001ء) تک یہ تناسب 20 فیصد سے بھی زیادہ تھا۔ موجودہ ادارے ملک کے پانچ بڑے بینکوں کی جگہ لینے میں اب تک ناکام رہے ہیں۔¹⁰ اس تناظر میں ہم بین الینک منڈی میں باہمی وابستگیاں معلوم کریں گے۔

مالی شعبے کی یکجائی سے رقوم کا عدم تحفظ بڑھنے کے سبب مالی اداروں کے مابین باہمی وابستگیاں بڑھ سکتی ہیں اور بین الینک منڈی میں فعال کردار (یا حریف ادارے) رو بہ زوال ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عدم تحفظ میں حصہ داری سے متعدد اثرات کا امکان سمجھنے میں مدد ملے گی۔ جدول 2.4 میں دکھایا گیا ہے کہ مالی اداروں کے زر کے باہمی لین دین کا اوسط حجم تجزیے کے عرصے میں جوں کا توں رہا اور 2006ء میں یہ صرف 1.2 ارب روپے تھا، جبکہ 2005ء میں یہ 1.0 ارب روپے تھا۔ زر کے باہمی لین دین کی اوسط میں اس وجہ سے اضافے کا تعلق منڈی کی سرگرمیوں کا حجم بڑھنے اور یکجائی کے عمل، دونوں کے ساتھ ہے۔ تجزیے کے عرصے کے دوران مالی اداروں کو اوسط قرضے بھی معقول حد تک بڑھے۔ ان اظہاریوں کے بالکل برعکس مالی اداروں سے قرضہ گیری کے اوسط حجم میں نمایاں اضافہ پریشان کن ہرگز نہیں ہے، کیونکہ حالیہ برسوں میں اس کا بنیادی سبب اسٹیٹ بینک کی دوبارہ سرمایہ کاری کی سہولتوں کا بڑھتا ہوا استعمال رہا ہے۔ جدول 2.4 میں دیگر تمام اظہاریے ظاہر کرتے ہیں کہ بینکاری اداروں کی بحیثیت مجموعی باہمی وابستگی کم ہو سکتی تھی کیونکہ مجموعی امانتوں میں مالی اداروں کی امانتوں کا تناسب، مجموعی قرضہ گیری میں مجموعی غیر محفوظ اور طلبی قرضے، اور مجموعی قرضے میں زر کا باہمی لین دین حالیہ برسوں میں کم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر بین الینک قرضہ ریپو معاہدوں کے تحت دیا جا رہا ہے جو کہ غیر محفوظ قرضے/قرضہ گیری کے مقابلے میں لین دین کا نسبتاً کم خطر طریقہ ہے۔

بڑے پیمانے پر مالی لحاظ سے کسی تشویش کا کوئی سبب نہیں ہے، تاہم بینک کی سطح کے اظہاریوں کی تقسیم نہایت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اوسط حجم اساسی خطرات کو اوجھل رکھ سکتا ہے۔ بین الینک رقوم کے عدم تحفظ کے اظہاریے یہ بتاتے ہیں کہ شعبہ بینکاری میں طلبی قرضے اور ایکوٹی کے تناسب میں خاصا فرق پایا گیا ہے (دیکھئے جدول 2.5)۔ تاہم فرق کی یہ سطح کئی برسوں سے تقریباً یکساں چلی آرہی ہے۔ اسی طرح زر کے باہمی لین دین اور سیال اثاثوں کے تناسب میں بھی خاصا فرق دیکھا گیا ہے، جبکہ تجزیے کے عرصے کے دوران معیاری انحراف میں معمولی سا فرق ملاحظہ کیا گیا۔ ان دونوں اظہاریوں سے

⁹ بی آئی ایس رپورٹ، صفحہ 126۔

¹⁰ یہ بات یاد رہے کہ تقویمی سال 2006ء کے اختتام پر پانچ بڑے بینکوں کی فہرست میں بینک الفلاح لمیٹڈ نے الائیڈ بینک لمیٹڈ کی جگہ لے لی تھی۔

جدول 2.4: مالی اداروں کا باہمی انحصار						
2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء
اکتشاف کا اوسط حجم (ارب روپے میں)						
3.3	3.5	2.1	3.9	2.7	1.8	2.5
1.2	1.0	0.8	0.6	0.7	1.0	0.9
5.4	5.4	3.8	4.9	3.7	3.2	3.7
11.0	8.7	7.6	7.5	7.0	6.2	6.2
دیگر اظہاریے (فیصد میں)						
4.7	4.8	4.1	3.8	6.5	8.8	10.4
13.5	14.0	16.6	13.4	15.6	23.5	21.7
9.7	9.6	11.0	7.5	9.5	16.4	11.9
22.7	19.3	21.2	11.3	19.2	32.8	23.8
61.0	63.6	55.6	79.3	72.8	55.7	67.0

ماخذ: آڈٹ شدہ بیلنس شیٹ کے اعداد و شمار پر مبنی اسٹیٹ بینک کا حساب

جدول 2.5: بین الینک اکتشاف کے اظہاریے						
2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء
طلبی قرض گیری اور ایکویٹی کا تناسب						
0.2	1.2	1.1	1.5	0.7	4.5	4.1
142.5	60.6	137.9	439.7	712.6	610.2	460.5
31.6	17.4	36.3	92.5	158.4	144.9	99.0
1.4	0.9	1.2	1.7	2.1	1.3	1.3
طلبی قرض گاری اور سیال اثاثوں کا تناسب						
0.3	0.3	0.4	0.1	0.2	0.4	0.7
35.5	21.1	27.3	28.4	22.0	52.0	55.7
9.1	6.4	7.2	7.9	5.4	13.3	11.8
1.1	0.8	1.2	1.2	0.9	1.2	1.1

پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ چند برسوں کے دوران بین الینک رقوم کا عدم تحفظ لگ بھگ یکساں رہا ہے کیونکہ اس عرصے میں کوئی نمایاں تبدیلی دیکھی نہیں گئی ہے۔ مزید برآں، پانچ بڑے بینکوں کے بین الینک عدم تحفظ کے اظہاریے اکثر برسوں میں اوسط سے کم رہے۔

خلاصہ یہ کہ بین الینک عدم تحفظ کے اظہاریوں میں معمولی سا فرق، بالخصوص تجزیاتی عرصے کے دوران اظہاریوں کی تقسیم، یہ ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان کے معاملے میں مالی شعبے کی کچائی نے، نظام کو لاحق خطرات پر کوئی نمایاں اثر نہیں ڈالا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بین الینک عدم تحفظ کی سطح ذخائر کے مطلوبات سے کم معلوم ہوتی ہے۔ اس تناظر میں تین ضوابطی تقاضے قابل ذکر ہیں: سرمائے کے کم از کم مطلوبات، طلب پر مطلوبہ نقد محفوظ اور میعاد قرضے، اور لازمی شرح سیالیت۔

2.3.5 مالی شعبے کی یکجائی کے زری پالیسی پر اثرات

زری پالیسی کا مؤثر نفاذ بنیادی طور پر مالی اداروں اور منڈیوں کے رویے اور استحکام کی سطح پر منحصر ہوتا ہے۔ مالی شعبے کی یکجائی اس رویے پر اثر انداز ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ مسابقت کے معیار کو تبدیل کرے۔ بالکل بنیادی سطح پر منڈی کے فعال شرکا کی تعداد کم ہونے سے منڈی میں صحت مندانہ مسابقت میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ بعض فریقوں کی جانب سے منڈی کی طاقت کو استعمال کرنے کی محتاط کوششیں دیگر فریقوں کے لیے سیالیت کی لاگت میں اضافے کا باعث بن سکتی ہیں۔ اگرچہ ایسا کرنے کی اہلیت کا انحصار منڈی کی صورتحال پر بھی ہوتا ہے، یہ اضافہ کم مدت کی شرح سود میں اضافی تغیر پذیری کا بھی سبب بن سکتا ہے۔ یہ تمام عوامل زری پالیسی کے نفاذ کو مزید مشکل بنا سکتے ہیں۔ دوسری جانب اگر مالی اداروں کی یکجائی صحت مند مسابقت کو فروغ دے اور بحیثیت مجموعی مالی شعبے کی ترقی ہو تو یہ زری پالیسی کے مؤثر نفاذ میں مدد دیتی ہے۔

زری پالیسی پر یکجائی کے مذکورہ بالا ممکنہ اثرات کے برعکس بی آئی ایس رپورٹ کے نتائج بتاتے ہیں کہ یکجائی کے عمل کا زری پالیسی کے نفاذ اور اس کے تسلی طریقہ کار پر کوئی نمایاں اثر نہیں پڑتا (دیکھئے جدول 2.6)۔ نیز مرکزی بینک کو مستقبل قریب میں کوئی نمایاں اثر پڑنا دکھائی نہیں دیتا۔ پاکستان کے معاملے میں کوئی تجربی ثبوت موجود نہ ہونے کے باعث ہم مالی شعبے کی یکجائی کے اثرات کو سمجھنے کے لیے دو اظہار یوں پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔

جدول 2.6: زری تسلی میکانیت پر مالی شعبے کی یکجائی کا اثر												
رد عمل کا خلاصہ												
یکجائی کا اثر	آسٹریلیا	بلجیم	کینیڈا	فرانس	جرمنی	اطلی	جاپان	نیدرلینڈ	اسپین	سوئیڈن	سوئٹزرلینڈ	برطانیہ
پالیسی پر مجموعی اثر	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	ہاں؟	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
پالیسی کے ایک یا اس سے زائد چینل پر اثر	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں؟	؟	ہاں	؟	نہیں	نہیں	؟	؟	نہیں
مالی منڈیوں پر اثر	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	؟	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
اطلاعاتی اظہاریوں پر اثر	ہاں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	؟	نہیں	نہیں	ہاں	؟
زری پالیسی کی حکمت عملی میں تبدیلی	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	؟	نہیں

ہاں: واضح اثر دیکھا گیا یا متوقع رہا،

نہیں: اثر کے کوئی شواہد نہیں،

؟: مبہم صورت حال۔

ماخذ: مالی شعبے کی یکجائی پر بی آئی ایس رپورٹ سے ماخوذ: جدول IV.4، صفحہ 235۔

منڈی کے شرکا کی کم از کم تعداد

پاکستان میں سرکاری تسمکات کی نیلامی میں شرکت کی اجازت صرف پرائمری ڈیلرز کو ہے، جبکہ تمام جدولی بینکوں کو اسٹیٹ بینک کے تحت ہونے والے بازار زر کے سودوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔ اگرچہ اس کی صراحت تو نہیں کی گئی ہے تاہم اس انتظام سے بظاہر اسٹیٹ بینک یہی سمجھتا ہے کہ بنیادی مارکیٹ میں شرکت کے اہل پرائمری ڈیلرز کی تعداد مارکیٹ کی تشکیل اور نیلامی کے عمل کو اچھی طرح چلانے کے لیے کافی ہے۔ دستیاب اعداد و شمار پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ 7 برس کے دوران پرائمری ڈیلرز کی تعداد 7 سے 12 رہی ہے۔ یہ تعداد ان بینکوں کی تعداد سے خاصی کم ہے جو آئندہ برسوں میں کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے کی بڑھتی ہوئی شرط کو پورا کرنے کی عمدہ پوزیشن میں ہیں۔ یہ الفاظ دیگر مالی شعبے کی یکجائی سے بنیادی مارکیٹ کی سرگرمی پر اثر پڑنے کا امکان نہیں ہے۔

جہاں تک مختصر مدت کے نظم سیالیت کا تعلق ہے بازار زر کے سودوں میں فعال حصہ لینے والے شرکا کی تعداد گزشتہ دو برس سے 20 کے لگ بھگ ہے۔ یہ تعداد بھی ملک کے جدولی بینکوں کی تعداد کا تقریباً نصف ہے۔ اندازہ یہی ہے کہ یکجائی کے عمل سے ملک میں بینکوں کی تعداد مزید کم ہو کر اس عشرے کے اختتام تک 20 تک آجائے گی اور توقع ہے کہ نظم سیالیت کے لیے کوئی منفی مضمرات شاید ہی موجود ہوں۔ تاہم منڈیوں کے کاروبار میں کچھ بہتری آنے کی

جدول 2.7: بازار زر کے سودوں کے لیے اداروں کی موزوں ترین تعداد		
اداروں کی تعداد	مختلف فریقوں کی تعداد	مرکزی بینکوں کے تخمینے
5	27	آسٹریلیا
10-25	15	بلجیم
5-10	13	کینیڈا
دستیاب نہیں	65-71	فرانس
10-25	545	جرمنی
>25	40	اٹلی
دستیاب نہیں	50	جاپان
>25	14	نیدرلینڈ
دستیاب نہیں	39	پاکستان
دستیاب نہیں	45	اسپین
<5	8	سوئیڈن
10-25	15	سوئٹزرلینڈ
5-10	20	برطانیہ
10-25	29	امریکہ

بی آئی ایس کی رپورٹ کے صفحہ 226 اور اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار سے ماخوذ

بھی امید کی جاسکتی ہے کیونکہ بڑے بینکوں کی طرف سے اپنی سیالیت کی پوزیشن کو بہتر طور پر منظم کرنے کی اور منڈی میں فعالیت کے ساتھ شریک ہونے کی توقع ہے۔ بین الاقوامی منظر یہ ہے کہ بازار زر کے سودوں میں شریک فریقوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد مختلف ملکوں میں مختلف ہے تاہم پاکستان فعال شرکا کی تعداد کے معاملے میں کچھ زیادہ مختلف بھی نہیں ہے (دیکھئے جدول 2.7)۔

ریگریشن تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ بنیادی مارکیٹ کی کارکردگی (جسے ٹی بل نیلامیوں میں بولیوں کے تفاوت سے ظاہر کیا گیا ہے) پرائمری ڈیلرز سسٹم متعارف کرانے سے خاصی بہتر ہوئی ہے۔¹¹ اس سے ہمارے پچھلے موقف کی تصدیق ہوتی ہے کہ مالی شعبے کی کجگانی سے زری منڈی کی کارکردگی متاثر ہونے کا امکان نہیں بلکہ یہ زری پالیسی کے مؤثر نفاذ میں مدد دے گی۔

2.3.6 مگرانی کے امور پر مالی شعبے کی کجگانی کے اثرات

کجگانی بالعموم، اور مختلف اقسام کے مابین اور بین الملک کجگانی بالخصوص، ضوابط اور مگرانی کے مقتدر اداروں کے لیے دور رس مضمرات کی حامل ہے۔ جب مالی اداروں کی مختلف اقسام کے مابین کجگانی کا عمل واقع ہوتا ہے تو ایک چھت کے تلے مالی خدمات فراہم کرنے کی خواہش اور بزنس کا تنوع بڑے مالی اداروں کی تشکیل کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ اس صورت میں مالی خدمات میں کمرشل بینکاری سہولتوں کی فراہمی، سرمایہ کاری بینکاری بشمول انتظام اثاثہ جات اور بیمہ کی سہولتیں شامل ہو سکتی ہیں۔ بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء کمرشل بینکوں کو بیمہ کاروبار اور تمسکات کی منڈیوں سے متعلق مختلف مالی خدمات فراہم کرنے کو ممنوع قرار دیتا ہے، تاہم کوئی گروپ الگ الگ مالی اداروں کے قیام کے ذریعے کمرشل بینکاری، تمسکات اور بیمہ کاروبار پیش کرے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس صورت میں مالی اداروں کے باہمی تعلقات مگرانی کے نقطہ نظر سے خاص طور سے اہم ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص سرمائے کی موزونیت کے تخمینے سے متعلق مسائل، ڈبل گیئرنگ گروپ کے اندر رقوم کے عدم تحفظ، گروپوں کی سطح پر رقوم کے عدم تحفظ، متعدی اثرات، گروپ کے ڈھانچے کی شفافیت وغیرہ سے متعلق امور مگرانی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایسے ماحول میں مگرانی (پاکستان میں اسٹیٹ بینک اور سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان) کے مابین قریبی رابطہ اور/یا ”مستحکم مگرانی“ کی سہولتیں مؤثر مگرانی کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ اسٹیٹ بینک دو مختلف قسموں کی سرگرمیوں سے متعلق امور سے نمٹنے کے لیے سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کے ساتھ قریبی رابطے پر بھروسہ رکھتا ہے۔ تاہم مختلف کاروباری اقسام کے مابین انضمام اور تحویل کے جاری عمل کو دیکھتے ہوئے کجگانی کو سہل بنانا لازمی ہوگا۔

یہ تو مختلف اقسام کے مابین کجگانی کی بات تھی، اس کے ساتھ ساتھ بین الملکی کجگانی کا عمل بھی جاری ہے جس کے بنیادی اور میزبان مگرانی اداروں دونوں کے لیے گہرے مضمرات ہیں۔ دو ملکوں کے ادارے باہم انضمام اور تحویل کا فیصلہ عموماً اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنے کاروبار اور نفع آوری میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں، اس کے علاوہ وہ مصنوعات میں تنوع لانا، اور نئے مقامات اور منڈیوں تک رسائی پانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس طرح کے انضمام اور تحویل پاکستانی شعبہ بینکاری میں خاصے نمایاں ہیں۔ جو مسائل دو قسموں میں کجگانی کے حوالے سے سامنے لائے گئے ہیں وہ دو ملکوں کے اداروں کے باہم کجگانی ہونے کے حوالے سے کہیں زیادہ اہم ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں بنیادی اور میزبان مگرانی کے مابین رابطے کا ایک رسمی طریقہ کار موجود ہونا لازمی ہے۔ پاکستان میں طریقہ یہ ہے کہ غیر ملکی بینک ایک ذیلی ادارے یا برانچ کے قیام کے ذریعے ملک میں کام کر سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں کوشش یہی کی جاتی ہے کہ بنیادی اور میزبان مگرانی کی ذمہ داریاں صاف اور واضح طور پر طے کر دی جائیں۔ علاوہ ازیں اسٹیٹ بینک نے باہمی رابطے اور مگرانی کے حوالے سے معلومات کا تبادلہ کرنے کے لیے مختلف ملکوں کے ساتھ مفاہمت کی یادداشتوں کی صورت میں رسمی انتظامات کیے ہیں۔

¹¹ تفصیلات کے لیے دیکھئے 'Pakistan: Financial Sector Assessment 2005'، صفحہ 124، اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

2.4 خلاصہ اور ماحصل

مالی اداروں کے انضمام اور تحویل کے جاری عمل میں مختلف قسم کے عوامل کا فرما ہیں جن میں کم از کم مطلوبہ ادا شدہ سرمائے میں اضافہ، کمرشل بینکاری کی خواہش، اور کاروبار میں تنوع، کاروباری حکمت عملیوں میں تبدیلی، غیر حیاتی نمو، اور بلند نفع آوری شامل ہیں۔ انضمام اور تحویل کا عمل رضا کارانہ طور پر جاری ہے، تاہم نگران اداروں (اسٹیٹ بینک اور ایس ای سی پی) کا کردار بطور معاون رہا ہے۔

یکجائی کے عمل کے اثرات کا تجزیہ کرنے سے مندرجہ ذیل نتائج ظاہر ہوئے ہیں:

- 1- دوران تجزیہ بینکاری کے شعبے کے ڈھانچے میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ملکی نجی بینک طاقتور کیپیٹل کے طور پر سامنے آئے ہیں۔
- 2- مجموعی طور پر شعبہ بینکاری میں غیر ملکی بینکوں کے اثاثوں کا حصہ کم ہوا ہے، تاہم غیر ملکی سرمایہ کاروں کی ایکویٹی ہولڈنگز 40 فیصد سے آگے بڑھ چکی ہیں۔
- 3- ارتکاز کے مختلف پیمانوں سے شعبہ بینکاری میں بڑھتی ہوئی مسابقت کا اشارہ ملتا ہے۔ بالخصوص پانچ بڑے بینکوں کا حصہ کم ہوا ہے اور دوسرے درجے کے پانچ بڑے بینکوں کا حصہ بڑھا ہے۔ اس کے علاوہ ہر فنڈل انڈیکس اور تغیر کے عددی سرچیسے اشاریے ارتکاز میں کمی ظاہر کرتے ہیں۔
- 4- کارکردگی کے اشاریوں پر انضمام اور تحویل کے اثرات سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے اداروں کو انضمام اور تحویل سے کسی حد تک فائدہ ہوا تاہم چھوٹے مالی اداروں کے معاملے میں یہ فوائد نظر نہیں آئے۔
- 5- یکجائی کے عمل کے نتیجے میں ادارہ جاتی اور بڑے پیمانے پر مالی خطرات میں کوئی نمایاں ردوبدل نہیں ہوا۔ انفرادی اداروں کی سطح پر مالی خطرات میں کمی کا اظہار ہوا ہے جس کا سبب جغرافیہ اور مصنوعات میں تنوع سے ملنے والے فوائد ہیں۔ دوسری طرف متعدد اثر بڑھنے کی علامات بھی نہیں دیکھی گئیں، جیسا کہ انضمام اور تحویل کے عمل سے بالعموم منسلک کیا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی سبب یہ دکھائی دیتا ہے کہ بلحاظ تعداد زیادہ تر انضمام اور تحویل میں کمزور اور چھوٹے بینک اور غیر بینکی مالی ادارے شامل رہے ہیں۔
- 6- زرعی پالیسی کے نفاذ پر انضمام اور تحویل کے اثرات جانچنے کے لیے یہ دیکھا گیا کہ بنیادی نیلامی مارکیٹ اور بازار زر کے سودوں دونوں میں منڈی کی مؤثر کارکردگی کے لیے کم از کم کتنے شرکا ہونے چاہئیں۔ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ مالی اداروں کے انضمام اور تحویل کی خاصی مزید گنجائش موجود ہے کیونکہ مارکیٹ کے موجودہ شرکا کی کم از کم تعداد مارکیٹ کے بحیثیت مجموعی شرکا کی تعداد سے اب بھی خاصی کم ہے۔
- 7- کیپیٹل کے اداروں کے اداروں کے مابین انضمام اور تحویل کے نتیجے میں ضابطوں اور نگرانی کی ضروریات عموماً بڑھ جاتی ہیں، چنانچہ موجودہ رابطہ کار طریقے کے ساتھ ساتھ ایک مستحکم نگران فریم ورک کی تشکیل ضروری محسوس ہوتی ہے۔ مستقبل قریب کے مالی منظر نامے میں متوقع تبدیلیوں کے پیش نظر یہ ضرورت خصوصاً اہمیت اختیار کر گئی ہے۔

مختصراً، مذکورہ نتائج بتاتے ہیں کہ یکجائی کے جاری عمل سے شعبہ بینکاری پر بالعموم سازگار اثرات پڑے ہیں۔ یہ عام خیال کہ انضمام اور تحویل سے شعبہ بینکاری میں مسابقت منفی رخ اختیار کر لے گی، نظر انداز کیے جانے کے قابل ہے، کیونکہ بڑی تعداد میں انضمام اور تحویل کا عمل چھوٹے اور کمزور مالی اداروں کے مابین پورا ہوا ہے۔ یہ تمام باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اسٹیٹ بینک نے نمو پذیر معیشت کی ضروریات کو زیادہ اچھے طریقے سے پورا کرنے کے لیے مستحکم سرمائے والے مضبوط شعبہ بینکاری کی تشکیل کا جو مقصد طے کیا تھا اسے پورا کرنے کے لیے وہ عمدگی سے سرگرم عمل ہے۔